# لطیفہ۱۴

## مشائخ کے خانوادون کی ابتداء جو اصل میں چودہ ہیں

(در بیان مبدءِ خانوادۂ مشائخ کہ در اصل سلف چہاردہ بودند)

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ جب حضرات خلفائے راشدین رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے ہر ایک اپنی اپنی مدت خلافت گذار کر اور مخلوق کی ہدایت فرما کر اس دنیا سے رخصت ہو گئے تو حضرات تابعین نے خلق کو (دین کی) دعوت دی اور دین کا راستہ دکھایا۔ جب دوسری صدی ہجری کا آغاز ہوا تو تابعین حضرات سب کے سب اس دنیا سے رخصت ہو چکے تھے۔ اُسوقت تمام عُلماء نے متفق اللفظ ہو کر یہ بات کہی:۔

''اصحابی کالنجوم بایھم اقتدیتم اھتدیتم،،۔میرے اصحاب ستاروں کی طرف ہیں۔تم ان میں سے جس کی بھی اقتداء و پیروی کرو گے ہدایت پاؤ گے۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی تو صحابہ کرامؓ کے حق میں تھا اور آج کوئی فرد بھی صحابہ کرامؓ میں سے موجود نہیں ہے کہ ظاہری طور پر ہم ان کی اقتداء کریں اور کسی دوسرے کیلئے ان کے سوا دعوت دین روا نہیں ہے۔ پس امام اعظم (حضرت ابوحنیفہ) و امام محمد ابو یوسف نے اس امر پر اجماع کیا کہ اس زمانہ میں خلفائے راشدین کا جو قائم مقام ہو اس کے لئے دعوت دین روا اور جائز ہے کیونکہ تابع متبوع کی مانند ہوتا ہے اور نائب منیب کیطرح چنانچہ تلاش بسیار کے بعد حضرت علیؓ کے خلیفہ اور نائب و قائم مقام حضرت خواجہ حسن بصریؒ کو پایا۔ چنانچہ علماء و تابعین میں سے ہر ایک نے اُن کی طرف رجوع کیا اور ان سے بیعت کی اور ان کے مرید ہو گئے۔ یہ پیری مریدی کا سلسلہ اور طریقہ اُسی دن سے شروع ہوا، ورنہ اس سے قبل محض بیعت کرنا اور ہم نشینی کا دستور تھا بلکہ صرف صحبت (ہم نشینی)

حضرت خواجہ مودود چشتی اپنی (کتاب) ''حجت السالکین،، میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت خواجہ حسن بصری بہت زیادہ بوڑھے ہو گئے تو انہوں نے اپنی خلافت دو حضرات کے سپرد کی۔ ایک حضرت شیخ عبدالواحد بن زید اور دوسرے حضرت شیخ حبیب عجمی۔ یہ دونوں حضرات اُسوقت یگانۂ روزگار اور سرآمد زمانہ شمار ہوتے تھے۔ اس زمانے میں جو چودہ خانوادے علمأ و مشائخ میں مشہور ہیں وہ ان ہی دو مخدوم حضرات کے واسطے سے حضرت خواجہ حسن بصری تک پہنچتے ہیں۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے ارشاد فرمایا کہ اگرچہ مشائخ روز گار میں۔ چودہ خانوادے مشہور و معروف ہیں لیکن متاخرین صوفیاء کے ذریعہ اور بہت سے خانوادے پیدا ہوئے ہیں اور بہت سے خانوادے سادات کے ذریعے حضرت علی کرم اللہ وجہ سے جا ملتے ہیں۔ ان چودہ خانوادوں کی صراحت و توضیح کے بعد ہم انشاء اللہ تفصیل کے ساتھ ان باقی خانوادوں کو سلسلہ تحریر میں لائیں گے۔ ان چودوہ خانوادوں کے تمام مشائخ اکابر روزگار اور اماثر نامدار ہیں

http://Ashrafi.org

سب سے سب مذہب اہلسنت وجماعت کے پیرو ہیں۔ واضح رہے کہ ان چودہ خانوادوں میں پانچ خانوادے حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کے واسطہ سے اور نو خانوادے حضرت حبیب عجمی کے واسطہ سے حضرت خواجہ حسن بصری تک پہنچتے ہیں۔

حضرت شیخ عبدالواحد بن زید کے واسطہ سے حضرت حسن بصری تک پہنچنے والے پانچ خانوادے یہ ہیں:۔

۱۔زیدیاں ۲۔عیاضیاں ۳۔اوہمیاں ۴۔ہبیریاں ۵۔چشتیاں

اور نو خانوادے جو حضرت حبیب عجمی کے واسطہ سے حضرت حسن بصری تک پہنچتے ہیں یہ ہیں:۔

۱۔جیبیاں ۲۔طیفوریاں ۳۔کرخیاں ۴۔سقطیاں ۵۔جنیدیاں ۶۔گازرونیاں ۷۔فردوسیاں ۸۔طوسیاں ۹۔سہروردیاں

یہ ہیں کُل ۱۴ خانوادے جن کا ہم نے ابھی ذکر کیا ہے۔اب ہر ایک خانوادے کے پیشوا کے کچھ فضائل وخصائل اور ہر ایک کی توبہ کا موجب ومحرک بیان کرتے ہیں۔

اس سلسلے کا آغاز تمام سلاسل اور خانوادوں کے پیشوا و سر حلقہ حضرت خواجہ حسن بصری کے احوال سے کیا جاتا ہے۔

**حضرت حسن بصریؒ**

حضرت حسن بصریؒ، جو خوان مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم کے پروردہ ہیں اور دسترخوان مرتضویؓ سے بہرہ اندوز ہوئے ہیں، کی والدہ جو حضرت ام سلمہؓ کی کنیز تھیں، ایک دین کسی کام میں مشغول تھیں، حسن جو اُسوقت شیرخوار تھے، بھوک سے رونے لگے، حضرت امّ سلمہؓ نے اُن کو چُپ کرانے کے لئے اپنا سر پستان اُن کے منہ میں دے دیا، یہ اسکو چُوسنے لگے، انتہائی شفقت ومحبت کے باعث اُن کے پستان سے دودھ کے چند قطرے نکل کر اُن کے منہ میں چلے گئے۔ یہ جو کچھ برکتیں اور عظمتیں اُن سے ظہور میں آئیں ان ہی چند قطرات شیر کا فیض ہیں۔

**مثنوی**

نہاد اندر نہاد آن چشمۂ شیر | زلطف پاک آن دانای تقدیر
که هرکو قطرۂ ازوی چشیده | زشیرش برسر شیری رسیده

ترجمہ:۔اللہ تعالٰی نے اپنے لطف وکرم سے ان کے دودھ میں ایک ایسا وجود ڈال دیا جو بالکل پاک ہے کہ اگر کوئی ایک قطرہ بھی اس سے چکھ لے تو منزل مقصود تک پہنچ جاتا ہے۔

منقول ہے کہ ایک دن حسن بصریؒ نے عہد طفلی میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وسلم کے کوزۂ پاک سے تھوڑا سا پانی پی لیا تھا جب وہ حضرت ام سلمہؓ کے گھر میں تھے، جب رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ام سلمہؓ کے گھر میں تشریف لائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس برتن سے پانی کس نے پیا ہے آپ کو بتایا گیا کہ حسن نے پیا ہے، تب سردر کونین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرا علم اس میں سرایت کر

http://Ashrafi.org

جائے گا۔ ایک دن حضرت ام سلمہؓ نے حسن کو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی آغوش اطہر میں دے دیا تو آپ نے از راہ شفقت وکرم حسن کو گود میں لے کر اُن کے حق میں دُعائے خیر فرمائی۔ آپ کے تمام آثار اسی دُعا کی برکت کا نتیجہ ہیں

منقول ہے کہ ایک روز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم وضو فرما رہے تھے اور آپ نے دستار مبارک اٹھا کر اپنے زانوئے اطہر پر رکھ لی تھی۔ حسن کا عالم طفلی تھا، کھیلتے ہوئے آئے اور دستار مبارک اٹھا کر اپنے سر پر رکھ لی۔ صحابہ کرامؓ نے فرمایا ہائیں! ہائیں! یہ کیا کر رہے ہو؟ اے لڑکے بے ادبی نہ کرو۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا رہنے دو یہ بہت بڑا شخص ہوگا، اپنے زمانے کا مقتدا اور پیشوا ہوگا۔ میری دستار ولایت اس کے سر پر ٹھیک رہے گی۔

**قطعہ**

نگویم آنکہ بی ادبی است کزوی ادیب روز گار خویش گشتہ
ندستارش بدست آورد بی حکم کہ دست باطنش درپیش گشتہ

ترجمہ:۔ میں نہیں کہہ سکتا کہ اس نے بے ادبی کی بلکہ اپنے مؤدبانہ خصلت کا مظاہرہ کیا ہے۔ دستار بھی بغیر حکم کے نہیں اٹھایا تھا بلکہ اس وقت ان کا اندرونی ہاتھ اُن کے سامنے آ گیا تھا۔

منقول ہے کہ جب آپ پیدا ہوئے تو ان کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا گیا تو آپؓ نے فرمایا **سمّوه حسنا فانّه حسن الوجه.** ''اس کا نام حسن رکھو، یہ خوب رُو ہے۔،،

حضرت ام سلمہؓ نے آپ کی پرورش فرمائی اور وہی آپ کی دیکھ بھال فرمایا کرتی تھیں اسی محبت وشفقت کے باعث آپ کی پستان میں دودھ آ گیا تھا (اور دودھ کے چند قطرے اُن کے حلق میں پہنچ گئے تھے جیسا کہ مذکور ہوا) حضرت ام سلمہ فرمایا کرتی تھیں کہ الٰہی اسکو مقتدائے خلق بنانا۔ پس ایسا ہی ہوا کہ انہوں نے ایک سو تیس صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کا شرف دیدار حاصل کیا۔ ان اصحاب میں ۷۰ ستر تو اصحاب بدر تھے، حضرت حسن بصریؒ حضرت علیؓ کے مرید تھے، بعض کہتے ہیں کہ آپ کو حضرت حسن بن علیؓ سے ارادت حاصل تھی لیکن قول اوّل زیادہ صحیح ہے۔

ان کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ یہ گوہر فروشی کیا کرتے تھے اسی بناء پر آپ کو حسن لؤلؤی کہتے تھے ایک بار یہ تجارت کے سلسلہ میں روم تشریف لے گئے، وزیر مملکت کے پاس جانا ہوا۔ اس نے کہا کہ آج مجھکو ایک جگہ جانا ہے۔ تم میرے ساتھ چلو۔ انہوں نے قبول کرلیا، پس یہ لوگ جنگل کی طرف گئے جنگل میں پہنچکر حسن نے دیکھا کہ وہاں ایک عالیشان خیمہ لگا ہے، یہ خیمہ دیبا کا تھا اسکی طنابیں ریشم کی اور میخیں سونے کی تھیں، بے شمار سپاہی تمام ہتھیاروں سے لیس خیمے کے اطراف میں گشت کررہے تھے اور آپس میں کچھ باتیں کرتے

http://Ashrafi.org

جاتے تھے، پھر یہ تمام سپاہی واپس ہو گئے۔ ان کے بعد تقریباً چار سو ادیب اور فیلسوف آئے ہر ایک نے خیمہ کا چکر لگایا پھر لوٹ گئے۔ ان کے بعد کچھ پیران باصفا آئے وہ بھی خیمے کے گرد پھر کر چلے گئے ان کے بعد کچھ حسین اور خوبرو عورتیں آئیں، وہ بھی اسی طرح پھر کر چلی گئیں۔ ان کے بعد چار سو ماہرو کنیزیں آئیں ہر ایک کے ہاتھ میں زروجواہر کے بھرے ہوئے طشت تھے انہوں نے بھی دوسروں کی طرح خیمہ کا چکر لگایا اور سب کی سب واپس چلی گئیں، سب سے آخر میں قیصر روم اپنے وزیروں کے ساتھ خیمہ کے اندر گیا اور کچھ کہکر واپس آ گیا۔ حسن بصری فرماتے ہیں کہ میں یہ تمام باتیں دیکھکر حیران تھا، سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ سب کیا ہے۔ میں نے اپنے ہمراہی وزیر سے دریافت کیا کہ یہ سب کیا ہے؟ وزیر نے مجھے بتایا کہ قیصر روم کا ایک لڑکا بہت ہی خوبصورت تھا، وہ اچانک بیمار ہوا۔ بڑے بڑے حاذق طبیب اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور آخر کار وہ مر گیا۔ اس کو اسی جگہ دفن کر دیا گیا جہاں خیمہ نصب ہے۔ ہر سال اس کی قبر کی زیارت کے لئے (سپاہ، امراء وزراء اور بادشاہ) ایک مرتبہ یہاں آتے ہیں، سب سے پہلے عظیم الشان لشکر اس کے خیمہ کے گرد پھرتا ہے اور کہتا ہے کہ اے شاہزادے! اگر تمہاری موت کو ہم جنگ وجدل سے رفع کر سکتے تو ہم سب اپنی جانیں قربان کر دیتے لیکن یہ معاملہ تو اس کا تھا جس سے ہم جنگ نہیں کر سکتے۔ یہ کہکر وہ واپس ہوتے ہیں، پھر دانا اور فلاسفر آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ شاہزادے! اگر ہماری عقل ودانش اور علم وخرد تجھ سے موت کو دور کر سکتی تو ہم اسکے رفع کرنے میں تقصیر نہ کرتے۔ یہ کہکر وہ بھی واپس چلے جاتے ہیں اس کے بعد پیران محترم آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے شاہزادے! اگر ہماری سفارش اور ہماری گریہ وزاری اور ہماری دانشوری سے تمہاری موت ٹل سکتی تو ہم ضرور کوشش کرتے لیکن یہ تو اس ذات کے اختیار کی بات ہے جہاں گریہ وزاری اور سفارش وشفاعت کا کوئی دخل نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ کنیزیں آتی ہیں جو ہاتھوں میں زروجواہر کے بھرے ہوئے طشت لئے ہوتی ہیں وہ بھی خیمہ کے گرد پھرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ اگر ہم اپنے حسن وجمال سے تمہاری قضا کو روک سکتے اور تم کو خرید سکتے تو ہم ایسا ضرور کرتے لیکن ہم اپنے حسن وجمال اور مال سے تم کو نہیں خرید سکتے وہاں نہ مال کی قدر ہے اور نہ حسن وجمال کی۔ ان کنیزوں کے بعد قیصر روم اپنے وزیروں کے ساتھ خیمہ کے اندر داخل ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ اے جان پدر! میں تیرے لئے لشکر عظیم لے کر آیا، دانشوروں کو لایا، پیروں اور شفاعت کرنے والوں کو لایا، حسین وجمیل کنیزوں کو بے شمار زروجواہر کے ساتھ لایا اور اب میں خود آیا ہوں، اگر تیرے لئے میرے ہاتھ سے کچھ ہو سکتا تو میں ضرور کرتا اور یہ بے چارگی اور بے بسی اس شخص کی ہے جو روئے زمین کا بادشاہ ہے لیکن بایں ہمہ جلالت شان وہ بھی قضائے الٰہی کے سامنے عاجز ہے، تجھ پر سلام ہو۔

جب دوسرا سال آتا ہے تو پھر یہی سب کچھ کیا جاتا ہے اور پھر واپس آ جاتے ہیں۔ ان باتوں نے حسن بصری کے دل کو بہت متاثر کیا اور اسی وقت وہاں سے پلٹ پڑے اور بصرہ واپس آ گئے اور انہوں نے قسم کھائی کہ جب تک ان کو انجام کار معلوم نہیں ہو جائے گا وہ ہنسی کا نام نہیں لیں گے اس کے بعد وہ عبادت الٰہی اور ریاضت ومجاہدہ میں مصروف ہو گئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسّی ۸۰ سال تک انکی طہارت سوائے حوائج ضروریہ کے نہ ٹوٹی۔

## خانوادہ زیدیاں

شیخ عبداللہ بن عوف کے پانچ فرزند تھے یہ پانچوں حضرات شیخ عبدالواحد بن زید کے مُرید ہو گئے تھے۔ان حضرات نے حضرت شیخ عبدالواحد بن زید سے خود کو اس طرح منسوب کیا کہ کہ اپنی خاندانی نسبت اور خود نسبت مکانی کو اس میں گم کر دیا۔حضرت شیخ عبدالواحد نے (ان حضرات کی ریاضت اور عبادت سے متاثر ہو کر) ہر ایک کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا۔ان پانچوں حضرات میں سے ہر ایک حافظ کلام ربّانی تھا علوم (متداولہ معقول ومنقول) پر ہر ایک کو کامل دسترس تھی۔محنت وریاضت ومجاہدہ میں ہروقت مشغول رہتے تھے،خلوت اور بیابان میں ان کے شب وروز گزرتے تھے،ان میں سے ہر ایک صائم الدہر اور قائم اللیل تھا ان کی افطار جنگلی پھل اور گھاس سے ہوتی تھی تین دن اور تین رات کا روزرکھنا ان کا معمول تھا کبھی کسی جاندار کو ایذا نہیں پہونچائی۔

### بیت

میازار موری کہ دانہ کش است　　　　کہ جان وارد وجان شیرین خوش است

ترجمہ:۔چیونٹی کو بھی مت ستاؤ کہ اسکی جان ہے اور جاں شیریں ہر ایک کو پیاری ہوتی ہے۔کبھی اپنے کپڑوں سے جوں نکال کر نہیں ماری نہ سانپ اور بچھوؤں کو تکلیف دیتے تھے اگر کوئی شخص ان کی ہم نشینی کا خواستگار ہوتا یا کوئی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونا چاہتا تو سب سے پہلے اپنے حال کی اصلاح کرتا،قرآن پاک حفظ کرتا،چونکہ ان کے یہاں قرآن ازبر ہونے کے بعد ان کی تلقین ہوتی بغیر حافظ القرآن ہوئے کسی کو ان کی صحبت میں بازیابی نہیں ہوسکتی تھی۔ان حضرات میں سے ہر ایک،ایک قرآن دن میں اور ایک قرآن رات میں ختم کرتا تھا۔

### مثنوی

تن اینجابہ نان جوین ساختن　　　　دل آنجا بگنجینہ پر داختن
بکن طعمۂ خود گیاہای خاک　　　　کہ حاصل شود صحبت جان پاک

ترجمہ:۔یہاں نان جوین (جو کی روٹی) سے تن کی پرورش کرنا اور دل کو (معرفت) کا خزانہ بنانا ہے۔اپنی خوراک سبزیوں اور پودوں سے حاصل کرو کہ اس سے صاف اور پاک روح کی پرورش ہوتی ہے۔

دنیا کی خوشی کے اسباب اور علائق سے بالکل الگ تھلگ تھے،جو کوئی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہو جاتا تھا وہ بھی دنیا سے رغبت نہیں رکھتا تھا نہ کبھی گھر کی طرف رُخ کرتا اور نہ کہیں گھر بناتا۔شہر وقریہ میں آنا جانا ترک کر دیتا بس جنگل میں لبیرا کرتا یا پہاڑوں کو اپنا مسکن بناتا۔

### بیت

ہرکہ درراہ عزیزان نہاد　　　　سربسوی بیشہ وصحرانہاد

ترجمہ:۔جو کوئی بھی ان بزرگوں کی راہ اختیار کرتا ہے وہ صحراؤں میں جا بسیرا کرتا ہے۔

جو کوئی بھی خاندان زیدیان میں مرید ہوتا وہ تجرید اختیار کر لیتا۔زیدیوں کا لباس ٹاٹ کا ہوتا تھا کبھی کبھار صرف پتوں سے ہی

http://Ashrafi.org

ستر پوشی کر لیتے تھے کسی سے رزق کیلئے طالب وخواہاں نہیں ہوتے تھے اگر کوئی شخص فتوح بھیج بھی دیتا تب بھی اسکی طرف رخ نہیں کرتے تھے اور اس فتوح کو اُسی وقت غریبوں اور محتاجوں میں تقسیم کر دیتے تھے اپنے نفس پر اس فتوح کو قطعاً خرچ نہیں کرتے تھے۔ یہ حضرات بہت ہی سلیم القلب ہوتے۔ اگر کوئی شخص ان کو جنگل سے پکڑ کر لے آتا اور اپنا غلام بنالیتا تو یہ دم نہیں مارتے، اور پوری تندہی سے اس لانے والے کی خدمت کرتے اگر کوئی ان کو غلام بنا کر دوسروں کے ہاتھ بیچ ڈالتا تو پھر یہ اُس خریدنے والے کی خدمت میں لگ جاتے اور ذرا بھی تامل نہیں کرتے اور نہ اپنے دل میں ملال لاتے۔

**قطعہ**

چہ آزاد گانندر روزگار — کہ ہرکس کند بندہ شان تن دہند
وگر بہر ایشان فردشد کسی — بجان ودل ازبندگی دم زنند

ترجمہ:۔ یہ حضرات زمانہ میں کیسے آزاد مرد ہیں کہ اگر کوئی ان کو غلام بنالے تو اسکی خدمت پر تیار ہو جاتے ہیں، اگر کوئی انکو غلام بنا کر دوسرے کے ہاتھ بیچ ڈالے تب بھی یہ اس دوسرے شخص کی خدمت میں لگ جاتے ہیں۔

**خانوادۂ عیاضیاں**

یہ خانوادہ حضرت فضیل بن عیاض سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ طبقۂ اوّل کے صوفیاء سے ہیں آپ کی کنیت ابوعلی ہے اور آپ اصلاً کوفی ہیں بعض کہتے ہیں کہ آپ خراسانی ہیں اور مرد کے مضافات کے رہنے والے ہیں، بعض حضرات کا خیال ہے کہ آپ سمرقند میں پیدا ہوئے تھے کوفہ میں ان کو لے آئے تھے اور کوفہ ہی میں نشوونما پائی اسی لئے کوفی الاصل کہلاتے ہیں اور بعض لوگ بخاری الاصل کہتے ہیں۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔

آپ نے محرم ۱۸۷ھ میں انتقال فرمایا۔ آپ کی وفات بیت اللہ شریف میں چاہ زمزم کے قریب ایک قاری کی زبان سے یہ آیت سنکر ہوئی:۔

وَتَرَى الْمُجْرِمِيْنَ يَوْمَئِذٍ مُّقَرَّنِيْنَ — اور اس دن تم مجرموں کو دیکھو گے کہ بیڑیوں میں
فِي الْاَصْفَادِ[1] — ایک دوسرے سے جڑے ہوں گے۔

جیسے ہی آپ نے یہ آیت سنی ایک نعرہ بلند کیا اور جان جانِ آفرین کے سپرد کر دی بے شک دوست دوست کی نشانی پر اپنی جان قربان کر دیتا ہے اور یہی انہوں نے کیا: شعر

من مات عشقا فليمت هكذا — لاخير في عشق بلاموت

ترجمہ:۔ جو عشق میں مرتا ہے وہ اسی طرح مرتا ہے۔ اس عشق میں کیا خوبی جس میں موت نہ آئے۔ آپ کے تائب ہونے کی کوئی صراحت طبقات الصوفیہ میں نہیں کی گئی ہے بلکہ طبقات الصوفیہ سے

---

[1] پ ۱۳ سورہ ابراہیم ۴۹

http://Ashrafi.org

یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ آباداجداد سے درویش زادہ تھے لیکن صاحب تذکرۃ الاولیا (خواجہ فریدالدین عطار) کہتے ہیں کہ پہلے یہ راہزن اورڈاکو تھے۔ پھرانہوں نے راہزنی سے توبہ کرلی اور یہی بات زیادہ مشہور ہے۔

سیرت عیاضیان یہ ہے کہ وہ ہر وقت سفر میں رہتے ہیں۔ مجرد رہتے ہیں کسی جگہ اقامت اختیار نہیں کرتے شادی نہیں کرتے اور نہ گھر بناتے ہیں۔ پیوند دار خرقہ پہنتے ہیں۔ اگر راستہ میں کپڑے کا کوئی ٹکڑا پڑا ہوتا ہے تو نماز پڑھ کر اپنے خرقہ میں اس کا جوڑ لگالیتے ہیں، جہاں کہیں رات ہوجاتی ہے عشاء کی نماز اسی جگہ پڑھ لیتے ہیں اور وہیں شب باشی اختیار کرلیتے ہیں لیکن تمام رات عبادت میں بسر کرتے ہیں۔ کھانے کی کوئی چیز بغیر طلب کے مل جاتی ہے تو کھالیتے ہیں ورنہ فاقہ سے رہتے ہیں، جب صبح ہوتی ہے تو وہاں سے فوراً چل پڑتے ہیں یہ حضرات اکثر برہنہ پا رہتے ہیں، تیسرے روز افطار کرتے ہیں اور وہ بھی مہمان کے ساتھ۔ یہ حضرات سخت ریاضت ومجاہدہ کرتے ہیں۔ لوگوں سے میل جول نہیں رکھتے۔ اگر کوئی صاحب سعادت ان سے ملاقات کا خواہاں ہوتا ہے یا ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونا چاہتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ اپنے دل کو ماسوی اللہ کے خیال سے خالی کرے اور جو کچھ اس کی ملکیت میں ہے سب خدا کی راہ میں فقراء اور مساکین پر خرچ کردے، تجرد اختیار کرے اور فاقہ کو اپنا شعار بنائے، اپنی اولاد اور خاندان کو خدا کے حوالے کردے۔ اس کے بعد خداوند تعالیٰ کی بارگاہ میں متوجہ ہو اس کے بعد ہی ان کے شرف ارادت سے مشرف ہوسکتا ہے۔

**قطعہ**

شعار وسیرت این خوب کیشان چنین بودہ کہ آند مذکور گشتہ

زقید خانہ وفرزند واسباب شدہ آزادۂ ومسرور گشتہ

ترجمہ:۔ ان بلند ہمت وخوب سیرت حضرات کا شعار یہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ یہ حضرات فرزند وخانہ واسباب کی قید سے آزاد رہتے ہیں۔

**خانوادہ ادہمیان**

یہ سلسلہ حضرت سلطان ابراہیم بن ادہم سے ملتا ہے۔ حضرت ابراہیم بن ادہم کا تعلق طبقۂ اوّل کے صوفیائے کرام سے ہے۔ آپ کی کنیت ابواسحاق ہے۔ آپ کا نسب یہ ہے:۔ ابراہیم بن ادہم بن سلیمان بن منصور البلخی۔

شیخ ابراہیم بن ادہم شہزادے تھے۔ ان کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ ایک بار شکار کے لئے گئے ہوئے تھے، ہاتف غیبی نے ندا کی:۔ ''اے ابراہیم! تجھے اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا۔''

**مثنوی**

برآمد چون بسوی صیدطیار ندا آمدز نزہت گاہ جبار

کہ ای صیاد صیدپیشۂ تنگ بصیدخویشتن ناکردہ آہنگ

ترا ازبہر کاری آفرید ند نہ ازبہر شکاری آفریدند

http://Ashrafi.org

ترجمہ:۔ جب طیار شکار کے لئے روانہ ہوا تو ہاتف غیبی سے صدا آئی کہ شکار تمہارا پیشہ نہیں ہے۔لہٰذا شکار کا ارادہ ترک کردو چونکہ تم کو ایک خاص کام کے لئے پیدا کیا ہے اس طرح شکار کھیلنے کے لئے تو پیدا نہیں کیا ہے۔

جیسے ہی انہوں نے یہ آواز سنی، حقیقت سے آشنا ہوئے اور طریقت کا راستہ اختیار کرلیا اور مکہ مکرمہ روانہ ہوگئے، پھر وہاں وہ جس مرتبہ پر پہنچے وہ سب کو معلوم ہے لیکن تذکرۃ الاولیاء میں آپ کی توبہ کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ وہ جس زمانے میں بلخ کے حکمران تھے اور ایک جہان ان کے زیر فرمان تھا چالیس مرصع ڈھالیں اور پچاس مرصع طلائی گرز ان کے جلوس میں غلام لے کر چلتے تھے۔اس زمانے میں ایک شب یہ اپنے محل سرا میں آرام کررہے تھے۔ستر ۷۰ کنیزیں طرح طرح کے زیوروں سے آراستہ و پیراستہ ان کی خدمت میں موجود تھیں کہ اچانک اعرابی صورت کا ایک شخص ان کے محل کی چھت پر پھرنے لگا۔(اس کے پیروں کی دھمک سن کر) انہوں نے کہا کہ کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ تمہارا ایک شناسا ہوں۔انہوں نے کہا کہ تم چھت پر کیا کررہے ہو؟ اس نے کہا کہ میرا اونٹ گم ہوگیا ہے اُسے تلاش کررہا ہوں۔ابراہیم نے کہا کہ کتنے نادان ہو کہ اونٹ کو چھت پر تلاش کررہے ہو، اونٹ کا چھت پر چڑھنا ناممکن ہے۔اس شخص نے جواب دیا کہ تم سے زیادہ نادان تو نہیں ہوں کہ تم اس حریم ناز و نعمت میں اور اس زرین لباس میں عزت و احترام کے ساتھ خدا کو تلاش کررہے ہو، یہ تو چھت پر اونٹ تلاش کرنے سے زیادہ مشکل اور ناممکن سی بات ہے اور سو ہزار درجہ بڑھ کر عجیب ہے۔ابراہیم بن ادہم نے جیسے ہی یہ بات سنی ان کا دل لرز گیا اور اسی وقت ارادہ کرلیا کہ عیش و آرام کے اس تمام اسباب کو ترک کردینا چاہیئے۔جب صبح ہوئی اور دولت سرمدی کی نسیم نے چلنا شروع کیا تو محلسرا سے باہر نکل کر دربار عام میں آکر بیٹھے۔اچانک ایک باہیبت شخص دربار میں داخل ہوا اور ان کے تخت کے سامنے ٹہلنے لگا۔اس کی ہیبت کی وجہ سے کسی شخص میں یہ جرأت نہیں تھی کہ اس کو دربار سے باہر نکال دے یا اس طرح تخت کے سامنے ٹہلنے سے روک دے۔

ابراہیم بن ادہم نے اس شخص سے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے کہا کہ میں اس سرائے میں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ابراہیم نے کہا کہ یہ سرائے کہاں ہے یہ تو میرا محل ہے۔اس شخص نے کہا کہ تم سے پہلے یہ کس کی ملک تھا؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد کی ملک تھا۔انہوں نے کہا کہ اس سے پہلے کس کی ملک تھا؟ اس طرح چند بار سوال و جواب ہوتے رہے۔تب اس شخص نے کہا کہ جب یہ محل باری باری اتنے لوگوں کی ملک رہ چکا ہے تو پھر یہ سرائے (رباط) نہیں تو پھر اور کیا ہے؟ یہ کہکر وہ شخص یکایک غائب ہوگیا۔یہ باتیں سنکر ابراہیم کی حالت غیر ہوگئی اور یہ اسی حیرت کے عالم میں جنگل کی طرف نکل گئے اور ادھر اُدھر پھرنے لگے۔یہ اسی طرح پھر رہے تھے کہ اچانک اُس شخص سے ملاقات ہوئی۔ابراہیم نے دریافت کیا کہ تم کون ہو؟ اس شخص نے جواب دیا کہ میں خضر ہوں۔یہ سنتے ہی ان کے اندر حق شناسی کی آگ بھڑک اٹھی۔یہ اسی طرح پھر رہے تھے کہ لشکر سے جدا ہوگئے اچانک ایک آواز سنی کہ بیدار ہوجا قبل اس کے کہ موت سے بیدار کیا جائے۔

**بیت**

زہی بیدار بختی کز سر خواب

شود بیدار پیش از مرگ بیدا

ترجمہ:۔اے بیدار بخت خواب سے جاگ جا۔قبل اس کے کہ موت سے پہلے تجھے جگایا جائے۔

جب انہوں نے یہ آواز سنی تو از خود رفتہ ہو گئے۔جب حالت کچھ سنبھلی تو ایک ہرن ان کے سامنے آیا انہوں نے اس کا پیچھا کیا تو ہرن بولنے لگا اور ان سے کہا ''تم کو اس کام کے لئے پیدا نہیں کیا گیا ہے۔،، یہ سن کر انہوں نے ہرن کا پیچھا کرنا چھوڑ دیا۔راستہ میں ایک گڈریا ان کو مل گیا انہوں نے اپنی مرصع کلاہ اور زربفت کی قبا اس گڈریے کو دیدی اور اس کی گدڑی لے کر خود پہن لی اور جنگل میں کسی طرف کو چل پڑے۔

اس گروہ (پیروان ابراہیم بن اوہم) کی سیرت یہ ہے کہ سر و پا برہنہ ہمیشہ مسافرت میں رہتے ہیں۔خالی ہاتھ، خالی پیٹ رہنا ان کا شعار ہے ان کا کیسہ بھی ہمیشہ خالی رہتا ہے۔

جب سلطان ابراہیم حضرت فضیل بن عیاض کے شرف ارادت سے مشرف ہوئے اور چودہ عجمی من کا خرقہ انہوں نے پہنا من عجمی دو رطل کا ہوتا ہے اس اعتبار سے ۱۴ منی خرقہ ۲۸ رطل وزنی ہوا) ایک روایت میں ہے کہ دس من وزنی اور ایک دوسری روایت کے اعتبار سے ۹ من عجمی وزن کا خرقہ آپ نے پہنا۔بعض نے سات من بھی کہا ہے ہفت من سے کم کسی نے نہیں بتایا ہے۔حضرت ابراہیم بن ادہم نے یہ خرقہ اپنے ایک مُرید کو عطا کر دیا۔جو شخص ان کا مرید ہوتا وہ اپنے آبا و اجداد اور شہر و وطن کی نسبت محو کر کے خود کو ادہمی کہتا۔

آپ کے تمام مریدین آپ کی پیروی میں ہفت منی اور نومنی خرقہ پہنتے ہیں اور اس طرح سلطان ابراہیم کی پیروی کرتے ہیں۔ آپ کے پیرو اور ارادت مند خواہ کسی حال میں ہوں تجرید و تفرید کو اپنے لئے واجب سمجھتے ہیں، مجرد اور تنہا رہتے ہیں۔سفر و حضر میں ذکر جلی میں مشغول رہتے ہیں۔حضرت قدوۃ الکبرا فرماتے ہیں کہ جب میں حضرت شیخ قوام الدین ادہمی کی خدمت سے مشرف ہوا تو انہوں نے حکم دیا کہ خواہ سفر میں ہوں یا گھر پر ذکر جلی کو اختیار کروں۔چنانچہ ذکر جلی پر میری یہ مداومت سفر و حضر کی صورت میں اُن ہی کے ارشاد اور حکم کے بموجب ہے۔اگرچہ بعض عداوت رکھنے والے ہمارے اس اقدام کے انکار پر کمر بستہ ہو گئے اور جھگڑنے لگے۔

ان حضرات کو از قسم ماکولات بطور فتوح بغیر ارادہ جو کچھ حاصل ہوتا ہے وہ سب فقراء و مساکین پر خرچ کر دیتے ہیں اور ان کے طفیل میں دو چار لقمے ان کے منہ میں بھی پہونچ جاتے ہیں۔یہ حضرات تمام رات بیدار رہتے ہیں۔جو کوئی ان کی ملازمت و ارادت کا قصد کرے اس کو چاہیئے کہ سب سے پہلے اپنے آئینۂ دل کو خواہشات کونین کے زنگ سے صاف کرے اور اپنے نفس کو احکام شریعت کی بجا آوری سے مہذب بنائے، جب اس کا نفس اوامر کی بجا آوری پر تیار ہو جائے گا۔تب کہیں ان حضرات کی صحبت و ارادت سے شرف یاب ہوگا۔

### مثنوی

ہر کہ در راہ سلوک از ردی صدق — جادۂ شہزادہ ادہم گرفت
بایدش اعراض ازکونین وباز — راہ ورہ پیمودن اوہم گرفت

ترجمہ:۔جس کی نے راہ سلوک میں صدق کی راہ سے شہزادہ ابراہیم بن ادہم کی راہ پر قدم رکھا اس نے کونین کوخواہشات کو ترک کردیا۔تب کہیں ان کی طرح اس راستہ کو طے کرلیا۔

**خانوادۂ ہبیر یان**

یہ خانوادہ شیخ ہبیرہ بصری سے تعلق رکھتا ہے۔شیخ ہبیرہ بصری کے ارادت مندوں کی سیرت یہ ہے کہ یہ لوگ کسی شہر یا قریہ میں قیام نہیں کرتے ہیں۔جنگل اور ویران جگہوں پر پھرتے ہیں۔راہ تجرید اختیار کرتے ہیں۔ان کی خوراک سبزہ، گھاس اور جنگلی پھل ہوتے ہیں یا حوضوں میں پڑے جو کچھ غلے اور دانے مل جاتے ہیں۔یہ حضرات شب وروز وضو سے رہتے ہیں۔یہ لوگ فتوح قبول نہیں کرتے اور کہتے ہیں کہ ہم خدا کی بندگی خدا کے لئے کرتے ہیں نہ کہ دنیا کے لئے۔ہم خدا کی بندگی خدا کی محبت کے حصول کے لئے کرتے ہیں۔یہ حضرات روزہ کی افطار سبزہ اور نمک سے کرتے ہیں۔ان حضرات کی ارادت وصحبت کے حصول کے لئے انسان کے ظاہر اور باطن کا تصفیہ لازمی ہے بغیر اس تصفیہ کے ان کی ملازمت کا شرف حاصل ہونا محال ہے۔

### قطعہ

شنواز سیرت ایشاں کہ چون گنج — بردن ازخانہ در بیرانہ باشند
زخود وارستۂ وازخانمان ہم — انیس صحبت جانانہ باشند

ترجمہ:۔سنو!ان حضرات کی سیرت ایسی ہے جیسے گنج جو گھر سے باہر ویرانہ میں ہوتا ہے،اپنے پرائے سے بیگانہ ہوکر اپنے محبوب کی صحبت کا شیدائی ہوتا ہے۔

**خانوادۂ چشتیان**

چشتیوں کا سلسلہ شیخ ممشا دعلو دنیوری سے ملتا ہے۔چشتیوں کے مَبدَاءِ حضرت شیخ ابواسحاق چشتی رحمتہ اللہ علیہ ہیں،اور چشت نام کے دومقام ہیں۔ایک ولایت خراسان میں ایک شہر ہے اور دوسرا ولایت ہند میں ملتان اور اوچہ کے درمیان ہے اور یہ قریہ چشت ملتان سے زیادہ قریب ہے۔شیخ ابواسحاق چشتی کا تعلق خراسان سے ہے۔لیکن صحیح یہ ہے کہ آپ کا تعلق شام سے ہے اس لئے کہ آپ کو شیخ ابواسحاق شامی کہتے ہیں۔آپ ابدالوں میں سے تھے چشت تو کفرستان تھا۔شیخ ابواسحاق نے وہاں اسلام پھیلایا۔اسلام کی تبلیغ کرنے کے بعد آپ چشت سے بغداد پہنچے۔وہاں پہونچکر آپ شیخ علو دنیوری کے مرید ہوئے۔شیخ نے آپ سے دریافت کیا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ آپ نے جواب دیا کہ ابواسحاق شامی۔شیخ نے فرمایا کہ اب تم کو ابواسحاق چشتی کہیں گے کہ تم چشت کے خواجہ ( سردار ) ہو تم ہی چشت میں اسلام پھیلاؤ گے۔اس کے بعد حضرت علو دنیوری نے آپ کو خلافت عطا فرمائی اور فرمایا کہ اب چشت میں جاؤ کہ

http://Ashrafi.org

وہاں اکابر کی ایک جماعت سلطان فرسنافہ کی نسل سے پیدا ہوگی جس کے مربّی و پیشواتم ہوگے۔ پس آپ پیر کے ارشاد کے بموجب چشت تشریف لائے۔ سلطان فرسنافہ جو چشت کے شرفاء میں سے تھے، ان کی ایک صالحہ بہن تھیں، حضرت ابواسحاق ان کے یہاں گاہے گاہے تشریف لیجایا کرتے تھے اوران کو آپ نے یہ بشارت دی کہ تمہارے بھائی (سلطان فرسنافہ) کے یہاں عنقریب بیٹا پیدا ہوگا جو اکابر داماثر کا منبع ہوگا۔ سلطان کے یہاں ولادت کا زمانہ قریب تھا۔ جب یہ بات آپ نے فرمائی تھی۔ چنانچہ کچھ دنوں بعد ہی سلطان فرسنافہ کے یہاں شیخ احمد ابدال پیدا ہوئے اور وہ سن شعور پر پہونچکر حضرت ابواسحاق شامی سے بیعت ہوئے۔ تب سے خواجگان چشت یہ پانچ حضرات ہیں یعنی ان پانچ افراد پر خواجگان چشت کا اطلاق ہوتا ہے:۔

۱۔ خواجہ ابواسحاق چشتی ۲۔ خواجہ احمد چشتی۔ ۳۔ خواجہ محمد چشتی۔ ۴۔ خواجہ ناصرالدین ابویوسف چشتی۔ ۵۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی۔ خواجہ قطب الدین چشتی اور حضرت شیخ احمد زندہ پیل جامی کے مابین کچھ اختلاف پیدا ہوگئے تھے۔ لیکن کچھ مدت کے بعد اختلاف ختم ہوگیا اور خواجہ قطب الدین مودود چشتی نے حضرت شیخ احمد زندہ پیل سے بہت کچھ حاصل کیا۔ خواجہ قطب الدین مودود چشتی کے مرید کو چشتی کہتے ہیں۔ اسی طرح جو بھی اس سلسلہ سے وابستہ ہوتا ہے چشتی کہلاتا ہے۔

حضرات چشت کی سیرت کے سلسلہ میں صرف چند باتیں یہاں تحریر کی جاتی ہیں:۔ یہ حضرات شہر وقریہ میں مکانات بناتے ہیں۔ مخلوق کو دعوت حق دیتے ہیں اور باطل کی دنیا سے نکال کر حق کی طرف لاتے ہیں۔ ہمیشہ دینا اور آرزوہائے دنیا سے الگ رہتے ہیں۔ ریاضت اور مجاہدہ کو اپنا شعار بنائے رہتے ہیں۔ فقروفاقہ میں زندگی بسر کرتے ہیں۔ ہمیشہ فقیروں اور مسکینوں کی صحبت میں رہتے ہیں اور کھانے میں ان کے ساتھ شریک ہوتے ہیں۔ یہ حضرات سماع کو دوست رکھتے ہیں اور اہل سماع کو پسند کرتے ہیں، اپنے پیروں کا عُرس منعقد کرتے ہیں۔ صاحبان ثردت سے زیادہ فقیروں اور مسکینوں کی عزت کرتے ہیں۔ اپنے مہمانوں اور مسافروں کے ہاتھ خود دھلاتے ہیں۔ فقیروں کے سامنے آش اور کھانا خود ہی پیش کرتے ہیں اور کبھی کسی مالدار کو غریب اور فقیر پر ترجیح نہیں دیتے۔ ان کے افطار میں اکثر لذیذ چیزیں ہوتی ہیں۔ (اکثر لذیذ چیزوں اور نعمتوں سے افطار کرتے ہیں) ان حضرات کے التفات سے مرید کے دل میں دنیا کی محبت سرد پڑ جاتی ہے، یہ حضرات مُرید کو بہت جلد توبہ کراتے ہیں۔

**قطعہ**

کسی کزمُریدان چشتی بود ٭ درد سیرتی ازبہشتی بود
بظاہر شریعت بباطن حضور ٭ جزین ہردوسیومیش زشتی بود
بہرکس بہ اخلاق سازندبس ٭ اگر مسجدی یاکنشتی بود
بطوفان بلوی، جہاں راچو نوح ٭ دم جودشان ہم چوکشتی بود

http://Ashrafi.org

کہ اشرف دریں خاندان شگرف صفا بیشتر، کم درشتی بود

ترجمہ:۔ جوکوئی سلسلۂ چشتیہ کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوجاتا ہے۔اس میں جنتیوں جیسی سیرت پیدا ہوجاتی ہے۔ان کا ظاہر شریعت کے مطابق ہوتا ہے اور باطن حضورحق میں حاضر ہوتا ہے۔اس کے علاوہ تیسری چیز کو ناپسند کرتے ہیں۔ یہ حضرات ہر شخص کے ساتھ اخلاق سے پیش آتے ہیں خواہ وہ مسلمان ہو یا نصرانی ہو۔ مصیبت کے طوفان کے وقت دنیا کے لئے حضرت نوح علیہ السلام کی طرح ان کا وجود امن وامان عطا کرنے والی ہستی ہوتا ہے۔اے اشرف اس خاندان چشت میں جو بہت ہی انوکھا اور پاکیزہ خاندان ہے صفا اور درستی بہت زیادہ ہے، درشتی اور سختی بہت کم ہے۔

**خانوادہ حبیباں**

یہ سلسلہ حضرت حبیب عجمی سے ملتا ہے۔شیخ حبیب عجمی ابتدائے حال میں بڑے مالدار تھے، دولت کی بہتات تھی اور لوگ ان سے روپے پیسے کا معاملہ رکھتے تھے۔آپ کی توبہ کا محرک اور سبب یہ ہوا کہ حبیب عجمی کا معمول تھا کہ ہر روز اپنے روپے کی وصولی کے لئے بصرہ جاتے تھے اور قرض داروں کے گھروں پر پہنچتے تھے۔جس کسی کے گھر پر جاتے اگر وہ ان کا روپیہ ادا کردیتا تو رقم وصول کر لیتے اور اگر وہ شخص قرض ادا نہ کرتا تو اُس سے اس کے گھر تک آنے کا معاوضہ وصول کر لیتے اور اسی رقم سے اپنا روزانہ کا خرچ پورا کرتے۔معمول کے مطابق ایک دن تقاضائے زر کیلئے ایک شخص کے گھر پر گئے وہ شخص گھر پر موجود نہیں تھا۔انہوں نے رقم طلب کی۔قرضدار کی بیوی نے کہا کہ میرے پاس تمہیں دینے کو کچھ نہیں ہے۔البتہ گوشت کا ایک ٹکڑا موجود ہے اگر چاہو تو وہ لے لو۔انہوں نے کہا کہ لاؤ پارچہ گوشت ہی دے دو۔چنانچہ یہ گوشت لے کر گھر آئے۔اپنی بیوی سے کہا کہ ہانڈی چڑھا کر گوشت پکالو۔ان کی بیوی نے کہا کہ لکڑیاں نہیں ہیں گوشت کیسے پکاؤں؟اور آٹا بھی نہیں ہے۔حبیب عجمی پھر اپنے قرضداروں کے گھر پہنچ گئے اور پامُزد میں اُن سے لکڑیاں اور آٹا حاصل کر کے گھر لے آئے۔ جب کھانا پک کر تیار ہوگیا تو ایک سائل نے ان کے دروازے پر آکر آواز دی اور کھانا مانگا۔حبیب دروازے پر آئے اور غصّہ سے سائل سے کہا کہ میں اتنا کچھ تم کو دیتا ہوں پھر بھی تم سیر نہیں ہوتے اور مانگنے آجاتے ہو۔کیا ہم تمہیں دیتے دیتے خود فقیر ہوجائیں سائل ناامید ہوکران کے دروازے سے لوٹ گیا۔جب گھر میں لوٹ کر آٹے اور ہانڈی کو کھولا تو کیا دیکھا کہ اس کے اندر خون ہی خون ہے۔یہ میاں بیوی دیکھکر بہت حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ یہ کیا معاملہ ہے ان کی بیوی نے کہا کہ یہ سب کچھ اس ڈانٹ کا نتیجہ ہے جو تم نے فقیر کو دی تھی۔حبیب بہت پشیمان ہوئے وہ جمعہ کا دن تھا۔یہ گھر سے نکل کر حضرت حسن بصری کی مجلس میں حاضری کے لئے روانہ ہوئے۔راستہ میں کچھ بچے کھیل رہے تھے۔یہ جب ان بچوں کے قریب پہنچے تو ان بچوں نے کہا کہ یہاں سے بھاگ چلو کہیں اس سُو دخور حبیب کی گرد ہم پر نہ پڑجائے۔حبیب یہ سنکر بہت افسردہ خاطر ہوئے۔بس یہ حضرت حسن بصری کی مجلس میں پہنچے اور توبہ کی۔ جب حبیب آپ کی مجلس میں توبہ کرکے واپس ہوئے تو راستہ میں وہی

بچے کھیلتے ہوئے ملےان کو دیکھکر بچوں نے کہا کہ اب ہم نہیں بھاگیں گےاب انکی گرد ہم پر پڑنا چاہئے کہ وہ توبہ کر کے آرہے ہیں۔ یہ سنکر حبیب نے کہا الٰہی ابھی ابھی کچھ دیر ہوئی کہ میں نے تیرے سامنے عہد کیا ہے تو نے میرے نام کو تائبوں میں شامل کرلیا اور خورد وکلاں کے دلوں میں میری دوستی کا جذبہ پیدا کر دیا ہے۔ اللہ اللہ! یہ کہتے ہوئے حبیب اپنے گھر واپس آئے اور پھر منادی کرادی کہ حبیب پر جس کسی کا کوئی حق ہو وہ آئے اور اپنا حق اس سے حاصل کرلے۔ انہوں نے اپنے تمام مال کو ایک جگہ ڈھیر کر دیا۔ مال طلب کرنے والے آتے تھے اور اس مال سے اپنے حق کے بقدر اٹھا کر لے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ مال کا ڈھیر ختم ہو گیا، پھر ایک دعویدار آیا اور اپنا مال طلب کیا انہوں نے اس شخص کو اپنی بیوی کی چادر اتار کر دے دی۔ پھر ایک شخص اور آیا اور مال کا طلب گار ہوا۔ انہوں نے اپنا پیرہن اتار کر اس شخص کو دے دیا اور خود ننگے ہو گئے۔

حضرت حبیب عجمی نے دریائے فرات کے کنارے ایک عبادت خانہ بنالیا تھا اور وہاں عبادت میں مشغول رہتے تھے۔ دن میں حضرت حسن بصری کی خدمت میں حاضر ہو کر علم حاصل کرتے اور پوری رات عبادت میں صرف کر دیتے تھے، آپ کو عجمی اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ آپ قرآن مجید صحیح طور پر نہیں پڑھ سکتے تھے۔

جن حضرات کا اس خانوادہ سے تعلق ہے ان کے کچھ خصائل یہ ہیں:۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ کے پوتوں میں دو شخص تھے ایک کا نام مبارک بن حمزہ بن عبدالرحمٰن بن عوف تھا۔ مبارک نے علوم دینی اپنے دادا (عبدالرحمٰن بن عوف) سے حاصل کئے تھے اور درجۂ اجتہاد پر فائز تھے انہوں نے بہت سے صحابہ کو دیکھا تھا اور دوسرے شیخ العرب محمد بن حمزہ بن عبدالرحمٰن بن عوف کہلاتے تھے یہ دونوں برادران جو متقی اور صالح افراد میں سے تھے حضرت حبیب عجمی کے مرید ہو گئے اور خلوت وعزلت اختیار کرلی۔ ان کے شب وروز عبادت وریاضت میں گزرتے تھے۔ انہوں نے خود کو جیبیاں کہلوایا اور اپنے نسب پدری وجدی اور وطن کی نسبت کو محو کر دیا۔ حضرت حبیب عجمی نے ان دونوں بھائیوں کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ تم دونوں کوہ حرا کے دامن (وادی) میں چلے جاؤ اور وہاں عبادت میں مشغول رہو، دوسرے لوگوں سے اختلاط نہ کرنا، مجرد ومنفرد رہو۔ سات دن کے بعد ایک خرما سے افطار کرو اور دو یا تین خرما تک کھانے کی اجازت ہے۔ اس سے زیادہ نہ کھانا۔ یہ حضرات (دونوں بھائی) بارہ سال تک دامن کوہ حرا میں مشغول عبادت رہے۔ حبیب عجمی کے وصال کے بعد اس سلسلہ کے لوگوں کا معمول ہو گیا کہ یہ لوگ دن میں کچھ نہیں کھاتے پیتے۔ لوگوں میں نہیں اٹھتے بیٹھتے۔ کسی کی فتوح قبول نہیں کرتے جنگلی پھلوں اور کوہستانی گھاس پات کھاتے اور وہ بھی بیس روز یا چالیس روز کے بعد۔ اگر کسی شخص میں ان کی ملازمت میں حاضری کی خواہش پیدا ہوتی تو اس کے لئے لازم اور ضروری تھا کہ ان افعال مذکورہ کو اپنائے تب کہیں شرف صحبت دارادت سے مشرف ہو سکتا تھا۔

**قطعہ**

کسی کز جسیان عجمی بود زتجرید وتفرید باید گزید
دل از آب ونان بایدش کندوباز لیسر چشمۂ وصل شاید رسید

ترجمہ:۔ جوکوئی حبیب عجمی کے سلسلہ سے وابستہ ہونا چاہتا ہے اسکو تجرید وتفرید اختیار کرنا چاہیئے۔ پہلے دل سے آب ونان کی خواہش کو دور کر دینا چاہیئے۔ تب کہیں وہ ان کے وصل کے سرچشمہ سے سیراب ہوسکتا ہے۔

**خانوادۂ طیفوریاں**

سلسلہ طیفوریاں سلطان العارفین سے ملتا ہے جو طبقۂ اول کے اصحاب تصوف سے ہیں۔ سلطان العارفین کا نام طیفور بن عیسیٰ بن آدم بن سرد شاں ہے۔ آپ کے دادا مجوسی تھے، پھر اسلام قبول کرلیا تھا۔ ان کے اسلام لانے کا سبب یہ ہوا کہ ایک مسلمان شخص بطور مہمان ان کے گھر آیا۔ ان کے دادا بہت کریم النفس تھے اور بہت ہی مہمان نواز تھے لیکن جب انہوں نے آگ کو سامنے رکھا تو ان مسلم مہمان کو معلوم ہوا کہ میرا میزبان آتش پرست ہے۔ لہٰذا انہوں نے اس کے کھانے میں ہاتھ نہیں ڈالا۔ سردشان نے مہمان سے کہا کہ تم نے کھانے سے ہاتھ کیوں روک لیا؟ کیا سبب ہوا؟ مسلمان مہمان نے کہا کہ میں خدا آشنا ہوں میں کسی بیگانے کے یہاں کھانا نہیں کھا سکتا، سردشان کے دل میں یہ بات پیدا ہوئی کہ میرے نفس کی بزرگی اور شرافت سے یہ بات بعید ہوگی کہ میرے گھر سے مہمان بھوکا چلا جائے، پس سروشان نے اسلام قبول کرلیا۔

سیدالطائفہ (حضرت جنید بغدادی) سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ شیخ بایزید طیفور رہم درویشوں کے درمیان اسی طرح سرفراز وسربلند ہیں جس طرح حضرت جبرئیل علیہ السلام ملائکہ کی جماعت میں۔ حال توحید میں جملہ سالکان طریقت کی نہات حضرت بایزید کی بدایت ہے۔ اور وہ سالکین طریقت جو اُن کے بدایت حال کو پہنچ جاتے ہیں وہ اپنی نہایت (انتہا) کو پالیتے ہیں اور اس قول پر دلیل یہ ہے کہ سلطان العارفین بایزید مانتے ہیں کہ دوسو سال جب بوستان پر گزر جاتے ہیں تب کہیں وہ پھول کی طرح کھلتا ہے۔

حضرت ابوسعید ابوالخیر (قدس اللہ سرہٗ) فرماتے ہیں کہ میں بایزید کے اشارہ پر اٹھارہ ہزار عالم کا مشاہدہ کررہا ہوں اور پھر بھی بایزید ان میں کہیں نہیں ہیں یعنی جو کچھ بایزید سے ہے وہ حق میں محو ہے۔

آپ کی توبہ کا سبب یہ ہوا کہ جب آپ کی والدہ نے آپ کو مکتب میں پڑھنے کے لئے بھیجا اور ایک دن سورۂ لقمان پڑھ رہے تھے، جب اس آیت کریمہ پر پہونچے اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ [۱] (میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا۔) تو آپ نے استاد سے اس کے معنی دریافت کئے۔ استاد نے فرمایا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا شکر کرو اور اپنے ماں باپ کا۔ ان معانی نے ان کے دل پر عجیب اثر کیا۔ انہوں نے بستہ رکھدیا اور

---

[۱] پ ۲۱ سورہ لقمٰن ۱۴

استاد سے اجازت لیکر گھر آئے۔ان کی والدہ نے ان کو دیکھکر کہا کہ اے طیفور! کس کام سے گھر آ گئے؟ کیا کچھ مجبوری درپیش ہے یا کوئی ہدیہ لائے ہو؟ انہوں نے کہا نہیں میں نے آج قرآن کریم میں یہ آیت پڑھی ہے اور استاد نے یہ معنی بتائے ہیں لہٰذا اب میں آپ کے پاس اس غرض سے آیا ہوں کہ مجھ سے دو مخدوم کی خدمت نہیں ہوسکتی یا تو آپ خداوند تعالیٰ سے مجھے مانگ لیجئے کہ بس آپ ہی کی خدمت کرتا رہوں یا پھر مجھے خداوند تعالیٰ کی خدمت (طاعت وعبادت) کے لئے بخش دیجئے تاکہ میں سراپا اسی کا خدمت گذار بن جاؤں۔اُن کی والدہ نے جواب دیا کہ میں تم کو خداوند تعالیٰ کے کام کے لئے وقف کرتی ہوں اور میں اپنا حق تم کو بخشتی ہوں۔ بس یہ سنکر آپ بسطام سے نکل کھڑے ہوئے اور راہ سلوک کا حصول اپنا مقصود قرار دے دیا۔ پھر جو کچھ ہوا وہ ہوا۔

منقول ہے کہ حضرت سلطان العارفین نے ایک سو تیرہ مشائخ کی خدمت میں باریابی کا شرف حاصل کیا۔ان بزرگوں میں ایک حضرت جعفر صادق رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔سلطان العارفین نے ایک سو پچاس سال کی عمر پائی اور آپ نے تربیت کمال حضرت حبیب عجمی سے پائی۔

سلطان العارفین کے اکثر مُریدان صادق اور طالبان واثق نے جو آپ کے خدمت میں حاضر باش تھے۔خود کو ان کی ذات سے منسوب کر کے طیفوریان کہلانا پسند کیا اور اپنے آباد اجداد اور شہر دا حصار کی نسبت کو معدوم کر دیا۔طیفوریوں کی روش اور طریقہ یہ تھا کہ جب ان میں سے کسی کو خلافت کا منصب ملتا اور خرقہ پہنتا تو اس خرقہ کو ''بایزیدی'' کہتے تھے آپ کا یہ خرقہ چار طرح کا ہے۔سلطان العارفین طیفور کے چار خلفاء تھے، شیخ مسعود، شیخ محمود، شیخ ابراہیم اور شیخ احمد۔شیخ مسعود طیفوری نے خرقہ شکر پارہ جسکو ''تماچہ،، بھی کہتے ہیں پہنا اور شیخ محمود طیفوری نے ''ہزار ریشہ سیاہ،، کا خرقہ پہنا اس خرقہ کو ''خرقہ ہزار میخی،، بھی کہتے ہیں۔شیخ ابراہیم طیفوری نے خرقہ خشت پارہ مربع،، زیب تن کیا اور شیخ احمد طیفوری کو ''خرقۂ صوف،، شیخ نے عطا فرمایا۔خلافت اور خرقہ پوشی سے سرفراز ہو کر یہ چاروں حضرات سلوک کی راہ پر گامزن ہوگئے۔ یہ حضرات سات دن یا دس دن کے بعد روزہ افطار کرتے تھے۔دنیا اور اہل دنیا سے بالکل کنارہ کش رہتے تھے، چرندوں درندوں کے سوا ان کا کوئی انیس نہیں تھا، چنانچہ جنگلی جانور اور پرندے بھی اُن سے مانوس تھے اور ان کے پاس بے خوف وخطر آتے تھے اور انکی زیارت کرتے تھے۔یہ حضرات کسی جاندار کو نہیں ستاتے تھے۔جس کسی شخص میں انکی زیارت اور ملازمت کا ذوق وشوق پیدا ہوتا تھا وہ ان ہی اوصاف سے موصوف ہو کر داخل ملازمت ہوسکتا تھا اور ان کی پابوسی کی سعادت سے مشرف ہوسکتا تھا۔

**قطعہ**

کسی کاندر رہ طیفوریان است ۔۔۔ ہوایش از جہاں کافور باشد
عروس کون راز گوشۂ چشم ۔۔۔ نہ بیند گرچہ بہ از حور باشد

ترجمہ:۔جو طیفوریوں کی راہ پر گامزن ہے اسکی خواہشِ دنیا بالکل نیست ونابود ہو جاتی ہے وہ اس دنیا کی عروس کو گوشۂ چشم سے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتا خواہ وہ حور تمثال ہی کیوں نہ ہو۔

## خانوادۂ کرخیاں

یہ خانوادہ حضرت معروف کرخی سے ملتا ہے۔حضرت معروف کرخی صوفیائے طبقۂ اوّل سے ہیں۔آپ مشائخ متقدمین سے ہیں اور شیخ سری سقطی کے استاد و مرشد ہیں۔آپ کی کنیت ابو محفوظ ہے۔آپ کے والد کا نام فیروز فیروزاں ہے۔بعض نے کہا کہ معروف کرخی علی الکرخی کے فرزند ہیں۔آپ کے والد غلام تھے، پھر آزاد کر دیئے گئے تھے اور وہ حضرت علی بن موسیٰ رضا کے دربان تھے۔امام علیؑ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے لیکن ایک روز حضرت نے دربار عام منعقد کیا تھا۔لوگوں کا اژدہام ہوا اور یہ کچل کر ہلاک ہوگئے۔بعض کہتے ہیں کہ حضرت معروف کرخی کو بچپن میں نصرانی معلموں میں سے ایک معلم کے سپرد کیا گیا۔معلم نے ان سے کہا کہ کہو خدا تین ہیں۔انہوں نے کہا کہ خدا ایک ہے۔ہر چند معلم نے کوشش کی کہ یہ کہیں کہ خدا تین ہیں ان کو ڈرایا، دھمکایا لیکن ان کی زبان سے یہی نکلا کہ خدا ایک ہے۔

**بیت**

کسی کورا دم توحید باشد　　یکی گوید اگر ترسید باشد

ترجمہ:۔اگر کوئی توحید کا خواہاں ہو تو اس کو لاکھ ڈرائیں تب بھی یہی کہے گا کہ خدا ایک ہے۔

آخر کار جب انہوں نے اپنے والدین کا دین قبول نہ کیا تو انہوں نے آپ کو گھر سے نکال دیا۔یہ وہاں سے نکل کر حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں پہونچ گئے۔جب انکے ماں باپ نے دیکھا کہ بیٹا ہمارے ہاتھ سے جا رہا ہے تو انہوں نے کہا کاش وہ ہمارے پاس آجائے ہم بھی اسکا دین قبول کر لینگے۔جب انہوں نے یہ سنا تو گھر آئے اور ماں باپ کو حضرت علی بن موسیٰ رضا کی خدمت میں لے گئے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا اور یہ خود حضرت شیخ داؤد طائی کی خدمت میں حاضر ہو کر ان کے مُرید ہوگئے۔اسی درگاہ سے آپ کو خلافت حاصل ہوئی۔شیخ داؤد طائی کو حضرت حبیب عجمی سے خلافت حاصل تھی۔

حضرت معروف کرخی کے مریدوں نے خود کو کرخیاں کی نسبت سے مشہور کیا اور خود کو کرخیاں،، کہلوایا۔کرخ بغداد کے ایک محلّہ کا نام ہے۔کرخیوں کی سیرت یہ ہے کہ ہمیشہ اور ہر حال میں دنیا سے الگ تھلگ رہتے ہیں، خوف الٰہی سے ان کا بیشتر وقت گریہ وزاری میں گزرتا ہے، کلمہ نفعی واثبات [لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ] کا درد کثرت سے کرتے ہیں کشف میں یہ حضرات اس مرتبہ پر فائز تھے کہ عرش سے فرش تک ان کی نگاہوں کے سامنے رہتا تھا۔جو کوئی ان کے حلقہ ارادت میں داخل ہونا چاہتا وہ ان کی سیرت اختیار کر کے شرف مریدی سے مشرف ہوتا۔

**قطعہ**

کسی کز دودۂ معروف باشد　　باوصاف خدا موصوف باشد
بعرفان بایدش معروف بودن　　نہ از جاہ جہان معروف باشد

ترجمہ:۔سلسلۂ معروف کرخی سے جو کوئی وابستہ ہوتا ہے وہ صفات الٰہی سے موصوف ہوتا ہے۔اپنے اندر ایسے اوصاف پیدا کرتا ہے جس پر تخلقا باخلاق اللہ صادق آتا ہو۔عرفان کی دنیا میں اسکو معروف کرخی کیطرف ہونا چاہیئے

http://Ashrafi.org

اور دنیا کی چاہ میں مبتلا یا مصروف نہیں ہونا چاہیئے۔

**خانوادۂ سقطیاں**

یہ سلسلہ حضرت خواجہ سری سقطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے ملتا ہے۔آپ کا تعلق طبقۂ اول کے صوفیأ سے ہے۔آپ کی کنیت ابوالحسین ہے۔آپ شیخ جنید اور تمام بغدادیوں کے استاد ہیں۔آپ حارث محاسبی وبشر حافی کے اخوان معرفت سے ہیں اور معروف کرخی کے شاگرد ہیں۔طبقۂ ثانیہ کے اکثر صوفیہ اپنی نسبت ارادت آپ تک پہنچاتے ہیں۔سوم ماہ رمضان ۲۵۳ھ میں آپ کا وصال ہوا۔حضرت سیدالطائفہ جنید بغدادیؒ فرماتے ہیں:۔

''میں نے سری سقطی جیسا کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ ان پر ستر سال گذر گئے اور کسی نے ان کو چت لیٹا نہیں دیکھا، سوائے غلبۂ موت میں کہ جب انتقال ہوا تو ان کو چت لٹایا گیا۔مراد یہ ہے کہ ستر سال تک وہ پاؤں پھیلا کر پلنگ پر نہیں سوئے،،

منقول ہے کہ ایک روز سیدالطائفہ شیخ سری سقطی کے گھر آئے (جو آپ کے حقیقی ماموں تھے) شیخ سری اپنے گھر میں جھاڑ دیتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے اور یہ شعر پڑھتے جاتے تھے

**شعر**

لافی النهار ولافی اللیل لی فرح
فلاابالی اطال الیل اُم قصراً

ترجمہ:۔میرے لئے نہ دن میں فرحت ہے اور نہ رات میں۔مجھے کیا پرواہ ہے کہ رات طویل ہوگئی یا کوتاہ۔

سقطیوں کی نسبت آپ ہی سے ہے یعنی سری سقطی سے جو حضرت معروف کرخی کے مرید وخلیفہ تھے۔سقطیاں تین افراد تھے جو ابنائے ملوک برمک سے تھے۔اول شیخ عزیز بن ملک بن یحیٰ برمکی، دوسرے شیخ عمر بن ملک فضل برمکی۔تیسرے شیخ علی بن ملک عبداللہ برمکی۔یہ تینوں حضرات خلیفۂ بغداد کے وزیر تھے۔جب ان سعادت مندوں کو توبہ کی توفیق نصیب ہوئی تو حضرت سری سقطی کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے اور سلوک کے راستہ کو اختیار کرلیا اور خود کو سقطیاں کہلوایا۔انہوں نے اپنے آبا داجداد کے نسب کی نسبت کو ترک کردیا۔ان تینوں حضرات کے خصائل وشمائل بھی ویسے ہی تھے جیسے دوسرے سقطیوں کے،مگر ان چند باتوں میں دوسرے لوگوں سے ممتاز تھے۔

ایک تو یہ کہ تینوں صاحبان معتکف رہتے تھے۔تیسرے دن ان میں سے ایک فرد شام کے وقت خلوت سے باہر نکل آتا اور صرف دس گھروں پر جا کر سوال کرتا اور اپنی اور اپنے ساتھیوں کی خوراک جمع کر کے لاتا۔ایک بار ایک شخص ان کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ فتوح کیوں قبول نہیں کرتے؟ کہ آپ کو اس تفرقہ (پریشانی خاطر) سے نجات مل جائے۔ان حضرات نے جواب دیا کہ فتوح قبول کرنے کے معنی یہ ہیں کہ ہم نے دنیا کو نہیں چھوڑا ہے، دوسرے یہ کہ جو کوئی فتوح لے کر آئے گا وہ کچھ حاجت رکھتا ہوگا تو ہمارا دل حاجت اور ضرورت پورا کرنے کی طرف لگ جائیگا۔جب اسکی ضرورت پوری ہوجائے گی تب ہی فتوح ہمارے لئے حلال ہوگی۔اگر ایسا نہیں ہے یعنی فتوح لانے والے کی کوئی حاجت نہ بھی ہو جب بھی جیسا کہ معلوم ہے کہ جو کوئی فتوح لاتا ہے تو دل اس کی طرف متوجہ وراغب ہوتا ہے

کہ انسانی فطرت کا خاصہ ہے۔ انسان کی جبلت میں یہ بات داخل ہے کہ دل محسن کی طرف کھچتا ہے اور اس کی محبت پیدا ہوتی ہے۔ جب یہ بات ہوئی تو اس کے معنی یہ ہوئے کہ ہم نے خدا کی محبت میں دوسرے کو شریک بنالیا۔

یہ حضرات یعنی ''سقطیاں،، ایک ہی وضو سے مغرب اور فجر کی نماز ادا کرتے تھے، شام سے صبح تک ان کا وضو نہیں ٹوٹتا۔ یہ لوگ دوپہر کے کھانے کے بعد یعنی قیلولہ کے وقت سوتے تھے (تمام شب بیدار رہتے تھے) حلقہ میں بیٹھ کر ذکر جلی کرنا پسند کرتے تھے، جو کوئی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونا چاہتا تھا وہ ان اوصاف سے متصف ہوتا تب ہی شرف ملازمت حاصل کرسکتا تھا۔

**قطعہ**

کسی کہ سربسری دودۂ سری دارد زسرسری زسرجان خویش برگیرد

چوسر بسر بہ چنین سردری شود مسرور ضیائ لمعۂ معش بہ دہر درگیرد

ترجمہ:۔ جو کوئی خانوادۂ سری سقطی میں شرکت کی آرزو رکھتا ہو اس کو چاہیئے کہ وہ اپنے دل سے خودی کو نکالدے جو کوئی ایسی سروری اور سرداری پر مسرور ہوتا ہے اس کی شمع کے شعلہ کی روشنی تمام دنیا میں پھیل جاتی ہے۔

**خانوادہ جنیدیاں**

خانوادۂ جنیدیاں کا سلسلہ حضرت جنید بغدادی قدس اللہ سرہٗ سے ملتا ہے آپ کا تعلق طبقۂ ثانیہ کے ارباب تصوف سے ہے۔ آپ کی کنیت ابوالقاسم ہے اور آپ کا لقب قواریری وز جاج اور خراز ہے۔ آپ کو قواریری اور زجاج اس سبب سے کہتے ہیں کہ آپ کے والد آگمینہ فروش تھے۔ اور خراز اس بناء پر کہتے ہیں کہ خرز (ریشم) کا کام کرتے تھے۔ آپ اصلاً نہاوندی ہیں لیکن آپ کا مولد ومنشاء بغداد ہے۔ آپ ابوثور (سفیان ثوری) کے مذہب کے پیرو تھے۔ اور امام شافعی کے عظیم شاگردوں میں سے تھے۔ شیخ سری سقطیؒ حارث محاسبی اور محمد قصار سے فیض محبت پایا تھا۔ اور ان حضرات کے شاگرد تھے۔ آپ صوفیائے کرام کے اماموں اور سرداروں میں سے ہیں۔ تمام اکابر صوفیاء آپ سے خود کو منسوب کرتے ہیں۔ مثلاً شیخ خراز، شیخ رویم، شیخ نوری اور شیخ شبلی وغیرہم (رحمہم اللہ تعالیٰ) شیخ ابوالعباس عطار کہتے ہیں:۔ اس علم تصوف میں ہمارے مرجع اور مقتدی جنید ہیں۔،،

ایک بار خلیفۂ بغداد نے شیخ رویم سے کہا:۔ اے بے ادب! انہوں نے جواب دیا کہ میں بے ادب نہیں ہوسکتا کہ تمام عمر شیخ جنید کی خدمت میں حاضر رہا ہوں اور حال یہ ہے کہ کوئی ایک روز بھی شیخ جنید کی صحبت میں رہا ہو وہ ہرگز بے ادب نہیں ہوسکتا اور میں نے تو تمام عمر ان کی صحبت میں گزاری ہے پھر میں کسطرح بے ادب ہوسکتا ہوں؟

شیخ ابوجعفر حدّاد کہتے ہیں کہ اگر عقل مرد ہوتی تو جنید کی صورت میں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ اس طائفہ کے تین افراد ایسے باکمال تھے کہ ان کے مثل کوئی چوتھا نہیں تھا۔ شیخ جنید بغداد میں ابوعبد اللہ جلا شام میں اور ابوعثمان خیری نیشاپور میں حضرت جنید کو خلافت حضرت سری سقطی سے عطا ہوئی۔ جنیدیاں دو اصحاب تھے، ایک شیخ عثمان بن علی دقاق اور دوسرے شیخ محی الدین منصور، یہ دونوں عزیزان گرامی بارگاہ حق تعالیٰ کی آراستہ وپیراستہ ہستیاں تھیں ان دونوں کے علاوہ بھی اور بہت سے مشائخ ہیں جنکی حضرت سید الطائفہ سے نسبت درست ہے۔ ۲۹۷ھ میں آپ کا

انتقال ہوا۔ رسالہ قشیریہ اور طبقات الصوفیہ (عبدالرحمٰن سلمی) میں یہی تاریخ وفات مذکور ہے۔ لیکن تاریخ الیافعی میں آپ کی تاریخ وصال ۲۹۸ھ تحریر ہے۔ بعض نے ۲۴۹ھ میں تاریخ وصال بتائی ہے۔

جنیدیوں کے شمائل وخصائل وہی ہیں جو دوسرے صوفیائے کرام کے ہیں لیکن ان میں ایک خصلت زیادہ تھی اور وہ یہ کہ ان کے کھانے پینے کا سامان ایک فرشتے کے ذریعہ جو آدمی کی شکل میں ہوتا تھا غیب سے آتا تھا اور ہاتف غیبی ان کو آواز دے کر کہتا کہ ''تم ہمارے کام میں مشغول رہو ہم تمہاری ضرورتوں کو پورا کرنے میں مشغول ہیں۔،، اگر کوئی سائل ان کے پاس آتا تو اس کی ضرورت غیب سے پوری ہو جاتی تھی چونکہ یہ حضرات چالیس روز سے بھی زیادہ کے بعد افطار کرنے تھے۔ پس ایک فرشتہ انسان کی شکل میں ایک پیالہ دودھ سے بھرا ہوا لاتا تھا اور پکار کر کہتا کہ لایا کل ولایشرب (نہ کھانا اور نہ پینا) فرشتہ کی صفت ہے۔ پس بہت اصرار سے ان کا روزہ افطار کراتا۔ ان حضرات کا زمانہ احکام الٰہی کے نفاذ اور اسرار لامتناہی کے اجراء کا زمانہ تھا۔ جو کوئی ان کے حلقۂ ارادت میں داخل ہونا چاہتا وہ اوصاف مذکورہ سے متصف ہوتا تب ان کی صحبت وارادت سے شرف یاب ہوتا۔

### رباعی

کسی کز دودۂ حضرت جنیداست — زحظ ہردو کون اونا امیداست
زبہر قطع شاخ ماسویٰ را — کشیدہ تیغ ہمچون برگ بیداست

ترجمہ:۔ جو کوئی خانوادۂ حضرت جنید سے تعلق رکھتا ہے وہ دونوں جہاں کی لذتوں سے کنارہ کش ہوتا ہے۔ ماسویٰ اللہ کی شاخ کو قطع کرنے کے لئے وہ برگ بید کی طرح تلوار کھینچے ہوئے رہتا ہے۔

### خانوادۂ گاذرونیاں

گاذرونیاں خانوادہ کا سلسلہ حضرت سیدالطائفہ جنید بغدادی اور حضرت سلطان ابواسحاق گاذرونی سے ملتا ہے۔ حضرت ابواسحاق گاذرونی جو گاذرون کے فرمانروا تھے۔ ترک سلطنت کر کے حضرت شیخ عبداللہ خفیف کے حلقۂ ارادت میں داخل ہوگئے۔ طبقات الصوفیہ میں مذکور ہے کہ شیخ ابواسحاق گاذرونی کی نسبت تصوف میں شیخ ابوعلی حسین بن محمد ن الفیر وزآبادی سے ہے اور حضرت عبداللہ خفیف کو ارادت خواجہ محمد ردیم سے حاصل تھی اور خواجہ محمد رویم حضرت سیدالطائفہ جنید بغدادی کے مُرید ہیں۔ جب شیخ ابواسحاق نے شیخ عبداللہ سے شرف ارادت حاصل کیا تو انہوں نے فرمایا کہ:۔

''اے ابواسحاق گاذرونی! ہم نے تم کو دین دیا اور دنیا بھی عطا کی۔ تم اپنا علم وطبل بلند کرو۔،،

علم وطبل کی شرح ان کے لطیفہ میں پیش کی جائے گی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

### رباعی

کسی کز دودۂ اسحاق باشد — بہ مردم نادر آفاق باشد
زندگر کوس دولت رابہ ہمت — صدائیش نغمۂ نہ طاق باشد

ترجمہ:۔ جو کوئی خانوادۂ اسحاق گاذرونی سے وابستہ ہوتا ہے وہ لوگوں کے درمیان ایک نادرۂ روزگار شخصیت بن

http://Ashrafi.org

جاتا ہے اگر وہ اپنی دولت وسلطنت فقر کا نقارہ بجائے تو اسکی آواز آسمانوں کے لئے نغمہ بن جائے گی۔

**خانوادۂ فردوسیاں**

فردوسیوں کا سلسلہ حضرت جنید بغدادی تک پہنچتا ہے۔ سلسلہ فردوسیہ کی ابتداء سلسلہ سہروردیہ سے ہے یعنی شیخ ضیاء الدین ابو نجیب سہرردری اور فردوسیاں ایک ہی پیر کے مرید ہیں جن کا واسطہ سید الطائفہ (جنید بغدادی تک ہے۔

ایک روز حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ جو اکابر فردوس ہیں اور حضرت علاؤ الدین طوسی جو طوس کے اکابر سے ہیں اور ان دونوں حضرات کے مابین اخوت دینی قائم تھی۔ یہ دونوں حضرات حضرت شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب سہرردری کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ان سے عرض کیا کہ عمر ختم ہونے پر آگئی اور مقصد برآری ابھی تک نہیں ہوسکی ہے شیخ ابوالنجیب نے فرمایا کہ ہم بھی اسی غم میں مبتلا ہیں۔ اگر تم رُوئے مقصود دیکھنا چاہتے ہو تو کسی کی ارادت کا حلقہ گلے میں ڈالنا چاہیئے۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ جس کے لئے آپ کا ارشاد ہو اُس کی مریدی اختیار کر لی جائے۔ شیخ ضیاء الدین ابوالنجیب نے کہا ہم بھی ابھی تک کسی کے مرید نہیں ہوئے ہیں۔ یہاں ایک بزرگ ہیں جو محرم اسرار اور جامع العلوم والانوار ہیں شیخ وجیہہ الدین ابوحفص ان کا نام نامی ہے، آؤ ہم تینوں ان کے شرفِ ارادت سے مشرف ہو جائیں، جب یہ تینوں حضرات شرف ارادت سے مشرف ہوئے تو حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص نے حضرت ابونجیب سہروردی اور اور حضرت شیخ علاؤ الدین طوسی کو اپنی خلافت سے سرفراز فرمایا اور حکم دیا کہ اپنے اپنے شہر ومسکن کو واپس جاؤ اور وہاں کے لوگوں کو ہدایت کرو، اور ان کو توبہ پر آمادہ کرو۔ یہ فرما کر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ کا ہاتھ پکڑ کر شیخ ابونجیب سہروردی کے حوالہ کیا اور کہا کہ ان کا کام (مقصد) تم پورا کرو۔ یہ وہ ہستی ہے کہ درویشی کا طریقہ اس شخص کی بدولت تازگی پائے گا اور اس ارشاد کے بموجب شیخ ابونجیب نے شیخ نجم الدین کبریٰ کو سات ماہ تک اپنی خدمت میں رکھا اس کے بعد ان کو خرقہ پہنایا اور فرمایا کہ تم مشائخ فردوس ہو۔ اسی روز سے خانوادۂ فردوسیاں وجود میں آیا (جو شیخ نجم الدین کبریٰ سے منسوب ہے)

شیخ نجم الدین کبریٰ اور شیخ ضیاء الدین ابونجیب کی نسبت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص سہروردی سے ہے۔ شیخ وجیہہ الدین کی نسبت شیخ احمد اسود اور ان کی نسبت شیخ ممشاد علود نیوری سے اور ان کی نسبت شیخ جنید بغدادی سے، شیخ جنید بغدادی کی نسبت شیخ سری سقطی سے اور شیخ سری سقطی کی نسبت ارادت حضرت معروف کرخی سے اور حضرت معروف کرخی کی نسبت شیخ داؤد طائی سے اور ان کی نسبت شیخ حبیب عجمی سے اور ان کی نسبت حضرت حسن بصری سے ہے (رضی اللہ تعالیٰ عنہم)

فردوسیوں اور سہروردیوں کی نسبت حضرت معروف کرخی سے ممتاز ہے کہ حضرت معروف کرخی کی نسبت حضرت علی مرتضیٰؓ تک ائمہ کے واسطے سے بھی ہے وہ اس طرح ہے:۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| ۱۔شیخ معروف کرخی | ۲۔حضرت امام علی رضا | ۳۔حضرت امام موسیٰ کاظم | ۴۔حضرت امام جعفر صادق |
| ۵۔حضرت امام محمد باقر | ۶۔حضرت امام زین العابدین | ۷۔حضرت امام حسین ابن علیؓ | ۸۔حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ |

http://Ashrafi.org

حضرت شیخ رکن الدین فردوسی نے اپنے رسالہ میں لکھا ہے کہ تمام فردوسی حضرات کا سلسلہ شیخ نجم الدین کبریٰ تک پہنچتا ہے اور حضرت امام علی رضا نے اپنے پیر حضرت امام موسیٰ کاظم سے جو نسبت حاصل کی تھی اور جو امانت ان سے ملی تھی وہ اپنے آخری مُرید تک پہنچا دی اور آپ نے یہ نصیحت فرمائی تھی کہ یہ امانت اور نعمت نجم الدین کبریٰ کا حصہ ہے جو ہمارے سلسلہ میں چند نسبتوں کے بعد آئے گا۔ پس جس کسی کو یہ نسبت ملی وہ اس نے اپنے بعد آنے والے کو پہونچا دی (سلسلۂ فردوسیہ میں یکے بعد دیگرے یہ نعمت منتقل ہوتی رہی) یہاں تک کہ حضرت نجم الدین کبریٰ کے حصہ میں آئی۔

**قطعہ**

کسی کز دودۂ فردوسیاں است — معاد او بہ نجم الملتہ والدین است
بدایت سلسلہ از کبرد یہ است — بایشاں گشتہ انساب داین است

ترجمہ:۔ جو شخص خاندان فردوسیہ سے تعلق رکھتا ہے اسکا حشر شیخ نجم الدین کبریٰ کے ساتھ ہوگا۔ اور آغاز تو سلسلۂ کبردیہ سے ہے، ان ہی کے ساتھ ہو جاؤ جن کا نسب یہ ہے۔

**خانوادۂ طوسیاں**

خانوادہ طوسیاں کا سلسلہ حضرت جنید بغدادی سے تین واسطوں سے ملتا ہے فردوسیاں اور طوسیاں ایک ہی خرقہ کے سلسلے ہیں۔ ان کی سیرت کے سلسلے میں یہ چند باتیں بیان کی جاتی ہیں کہ یہ حضرات سماع مزامیر کے ساتھ سنتے ہیں اور حال و وجد میں رقص کرتے ہیں۔ ذکر جہری پر سختی سے کاربند رہتے ہیں۔ خیر و شر سے جو کچھ ان کو پیش آتا ہے اس سے سرتابی نہیں کرتے اور اس کا کھوج نہیں لگاتے اور نہ سبب و غایت معلوم کرنے کے درپے ہوتے ہیں ان کا عمل صرف اس پر ہے کہ **ماصنع اللہ فھو الخیر** (اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بنایا ہے پیدا کیا ہے وہ خیر ہے) یہ حضرات مسلم و کافر میں امتیاز نہیں کرتے۔ نعمتوں کی تقسیم میں سب کو برابر رکھتے ہیں۔

مصرع:۔ بریں خوان یغما چہ دشمن چہ دوست۔ ترجمہ:۔ اس عام دسترخوان پر دوست و دشمن سب برابر ہیں۔ ان کا مہمان کافر ہو یا مسلمان دونوں کا احترام کرتے ہیں، جو کوئی ان کی ملازمت و ارادت کا خواستگار ہوتا ہے اس کا یہ افعال اختیار کرنے پڑتے ہیں تب ان کی صحبت کے شرف سے بہرہ ور ہوتا ہے۔

**قطعہ**

کسی کز دود مان طوسیان است — بنزدش کافر و مسلم برابر
چہ ایشان مظہر لطف خداوند — جلال و لطف سوئے ادست دائیر

ترجمہ:۔ جو کوئی خانوادۂ طوسیاں سے تعلق رکھتا ہے اس کی نظر میں کافر و مسلم برابر ہیں کہ مسلمان تو لطف خداوندی کا مظہر ہے اور کافر پر اس کا جلال دائر و سائر ہے۔

**خانوادۂ سہروردیاں**

حضرت شیخ ضیاء الدین ابونجیب سہروردی کا سلسلہ تین واسطوں سے حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی تک اور دو واسطوں سے حضرت شیخ ممشاد دینوری تک پہنچتا ہے (یعنی ۱۔ حضرت شیخ وجیہہ الدین ابوحفص، ۲۔ حضرت شیخ احمد اسود، ۳۔ حضرت شیخ ممشاد دینوری، اور

http://Ashrafi.org

۴۔حضرت سید الطائفہ جنید بغدادی)

حضرت شیخ ممشاد دینوری حضرت سید الطائفہ کے خلیفہ تھے۔ان حضرات کے لطائف میں سے کچھ بیان کیا جاتا ہے کہ:۔مرید ہونے سے قبل بارہ سال تک حضرت شیخ ضیاءالدین ابونجیب سہروردی کا یہ معمول رہا کہ وہ اپنے نفس کو سات روز کے بعد پینے کو پانی دیتے تھے اور تین خرمے کھلاتے تھے۔ جب آپ شیخ وجیہہ الدین کی خلافت سے سرفراز ہوئے تو تیس سال تک نہیں سوئے، شب وروز قبلہ رو بیٹھے رہتے تھے۔عرش سے فرش تک کی تمام موجودات کے مریدوں کی نظروں سے پوشیدہ نہیں تھیں۔ خانوادۂ سہروردیاں سے جسقدر مشائخ کونسبت حاصل ہے یہ کثرت کسی اور خانوادے کومیسر نہیں

**رباعی**

کسی کو دم از دودۂ سُہردرد زند بایدش بہراوسُہردرد
بہ گلزار وجداں بوقت سحر شگفتہ بدار دم سُہردرد

ترجمہ:۔یعنی جوسلسلہ سہروردیہ سے تعلق کا خواہاں ہے اسکو چاہیئے کہ اس کے حصول کے لئے بیداری کو اختیار کرے۔کہ صبح کے وقت باغ وجدان پر سہرورد کی ہوا کا گذر رہوتا ہے۔اس سے سہرورد کے دم کو تازگی ملتی ہے۔

ان چودہ خانوادوں کی جو مشائخ میں مشہور ہیں شرح کردی گئی اور دوسرے سلاسل جوان چودہ خانوادوں کے نکلے ہیں یا سادات سے مستنبط ہیں یا حضرت اویس قرنی سے فیض یافتہ ہیں۔انشاءاللہ تعالیٰ اس لطیفہ کے بعد آنے والے لطیفے میں بیان کئے جائیں گے۔

**خانوادہ اویسیاں**

خاندان اویسیہ کا منشا اسی لطیفہ میں بیان کیا جاتا ہے۔شیخ الطریقت شیخ فریدالدین عطار قدس سرہ نے کہا ہے کہ خداوند بزرگ وبرتر کے اولیاء میں کچھ وہ لوگ بھی ہیں جنکو مشائخ طریقت وکبراء حقیقت اویسیاں کہا جاتا ہے۔یہی مشائخ طریقت اویسیہ کے نام سے موسوم ہیں اوران حضرات کو عالم ظاہر میں کسی پیرومرشد کی ضرورت نہیں ہوتی کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ عنایت میں بذات خود پرورش فرماتے ہیں جس میں کسی دوسرے کا واسطہ نہیں ہوتا۔جس طرح حضرت اویس قرنی رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی بے واسطۂ غیر پرورش فرمائی۔اور یہ ایک بہت ہی عالی اور بہت ہی عظیم مقام ہے کبھی کسی کو یہ دولت نصیب ہوجاتی ہے اور یہ مقام میسر آجاتا ہے:۔

ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ۱ یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہے دے۔

اسی طرح بعض ایسے اولیائے کرام ہیں جو حضور اکرم صلے اللہ علیہ کی اتباع میں بعض طالبانِ طریقت کی تربیت اپنی قوت روحانی سے فرماتے ہیں۔ بغیر اس کے کہ بظاہر ان کا کوئی پیرومرشد ہو، یہ جماعت بھی سلسلۂ اویسیاں میں داخل ہے بہت سے ایسے مشائخ طریقت گزرے ہیں کہ ابتدائے سلوک میں ان کی توجہ اس مقام کی طرف مبذول رہی ہے جیسے شیخ عظیم شیخ ابوالقاسم گرگانی طوسی جن سے حضرت ابوالجناب نجم الدین کبریٰ کے مشائخ سلسلہ کا تعلق ہے۔اسی طرح حضرت شیخ ابوسعید

۱؎ پ ۲۷ سورہ حدید آیت ۲۱

http://Ashrafi.org

ابوالخیر اور شیخ ابوالحسن خرقانی قدس اللہ اردا ھم کہ ابتدائے سلوک میں ان کا ذکر بس یہی تھا کہ ہمیشہ اویس اویس،، کہتے رہتے تھے۔

حضرت قدوۃ الکبرا نے فرمایا کہ حضرت مخدومی کے شرف خدمت سے مشرف ہونے سے قبل اس فقیر کی توجہ بھی اس مقام کی طرف تھی حضرت اویس قرنی کی روحانیہ مبارکہ نے مجھے اس راستہ پر لگایا اور دل میں سلوک کی خواہش اور زیادہ پیدا کردی حضرت اویس قرنی کی روحانیہ خیر نے مجھے اشارہ فرمایا کہ راہ سلوک کو طے کروں اور اس حصول دولت کا باعث حضرت خضر علیہ السلام ہوئے کہ میں نے حضرت مخدومی کی ارادت کا شرف حاصل کیا۔ بعض مشائخ کے ساتھ یہ صورت بھی پیش آتی ہے کہ پہلی کوشش میں یہ سعادت حاصل ہوگئی اور پھر آخر میں بزرگان روزگار میں سے کسی بزرگ کی بدد سے سلوک کا شرف بھی حاصل کیا۔ بعض حضرات اس دشوار منزل میں اوّل سے آخر تک صرف اویسی ہی رہے مثلاً خواجہ نظام الدین گنجوی کہ وہ اوّل سے آخر تک اویسی ہی رہے چنانچہ ان کے اشعار سے یہ مترشح ہوتا ہے:۔

**مثنوی**

اگر بہ زخود گلبنی دیدمی گلی سرخ یا زرد ازد چیدمی

چوا زران خود خورد باید کباب چہ گردم بدرویزہ چون آفتاب

ترجمہ:۔ اگر میں اپنے باغ سے بہتر کسی باغ کو پاؤں تو اسکے سرخ یا زرد پھول توڑلوں، میرا باغ سب باغوں سے اچھا ہے جب میں اپنی ران سے گوشت کے کباب کھا سکتا ہوں تو پھر مجھے اس آرزو میں آفتاب کیطرح دربدر پھرنے کی کیا ضرورت ہے۔

کچھ ہی صورتحال حضرت خواجہ حافظ شیرازی کی ہے جو مجذوبان زمانہ کے مقتدا اور محبوبان پروردگار کے پیشوا تھے وہ بھی اس سلسلۂ اویسیہ کی نسبت سے مشرف تھے۔ حضرت قدوۃ الکبرٰ نے فرمایا کہ سیاحت کے دوران جب ہم شہر شیراز میں پہنچے اور وہاں کے اکابر سے شرفِ ملاقات حاصل ہوا۔ حافظ شیرازی کی ملاقات سے قبل یہ شعر ہم سن چکے تھے شعر

حافظ از معتقدان است گرامی دارش زانکہ بخشایش بس روح مکرم بادست

ترجمہ:۔ یعنی حافظ اس کے معتقدوں میں سے ہے اس کا احترام کرو، اس کی عزت کرو۔ اسلئے کہ ایک بہت ہی گرامی قدر روح اس کے حال پر اپنی بخشائش مبذول رکھتی ہے۔

اسی لئے ہم نے جان لیا تھا کہ وہ اویسی نسبت رکھتے ہیں جب ان سے ملاقات ہوئی اور ہمارے ان کے درمیان محرمانہ صحبت پیش آئی تب ہم کو اندازہ ہوا کہ وہ بہت ہی بلند مشرب کے مالک ہیں۔ ایک عرصہ تک ہم دونوں شیراز میں ساتھ ساتھ ہے ہرچند کہ ہم نے بہت سے مجذوبان روزگار اور محبوبان کردگار کو دیکھا تھا لیکن ان کو ہم نے بہت بلند مشرب پایا۔

اس زمانے میں جو کوئی سلوک وطریقت کی نہایت کے جاننے کا خواہاں ہوتا وہ ان کی طرف متوجہ ہوتا ان کے اشعار بہت ہی معارف نما اور حقائق کشاء ہیں۔ اکابر زمانہ نے ان کے اشعار کو ''لسان الغیب،، کہا ہے بلکہ ایک بزرگ نے تو اس سلسلہ میں یہاں تک کہا ہے کہ کوئی دیوان خواجہ حافظ کے دیوان سے بہتر نہیں ہے، اگر پڑھنے والا شخص صوفی ہوگا تو اسکو معلوم ہو جائے گا۔

حضرت شیخ بدیع الدین الملقب بہ شاہ مدار بھی اویسی مشرب تھے اور ان کا مشرب بہت ہی بلند تھا بہت سے نادر اور عجیب علوم مثلاً ہیمیا وسیمیا، کیمیا اور ریمیا کا اظہار ان سے ہوا اور ایسا عبور ان علوم پر زمانے میں شاید ہی کوئی رکھتا ہو۔ ایک بار مکہ معظمہ زادہا اللہ تشریفاً وتکریماً کے سفر میں ہم ایک دوسرے کے شریک صحبت رہے ہیں اور ایک دوسرے سے استفادہ کیا ہے۔